اسلام کا تصور انسان

علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ، کراچی

اسلام نے دنیا کو انسان کا جو تصور عطا کیا ہے وہ سورۂ بقرہ آیت ۳۰ میں اللہ کے اس اعلان سے پوری طرح ظاہر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: وہ وقت یاد کرو جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہوں' اس کا مطلب یہی ہوا کہ زمین میں اللہ کی نیابت کی حقدار پوری کائنات میں صرف وہی مخلوق قرار پائی جو صحیح معنی میں انسان کہی جاسکتی ہے اور اس طرح انسان کو تمام مخلوقات پر برتری عطا فرمائی گئی۔ فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ انسانِ کامل یعنی آدم علیہ السلام کے سامنے اللہ کے سجدہ کے لئے جھک جائیں۔ یہ اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ انسانِ کامل کا مرتبہ فرشتوں سے بھی اونچا ہوتا ہے۔ دنیا انسان کے اصلی مقام اور مرتبہ سے بے خبر تھی، اشرف کائنات، انسان کی پیشانی بے جاں پتھروں اور حقیر جانوروں اور کیڑوں مکوڑوں کے آگے جھکی ہوئی تھی۔ اسے خبر نہ تھی کہ اللہ نے یہ تمام کائنات خود اسی کی خدمت کے لئے بنائی ہے ؎

نہ تو زمیں کے لئے ہے نہ آسماں کے لئے
جہاں ہے تیرے لئے تو نہیں جہاں کے لئے

اسلام ہی نے اسے اس غفلت سے ہوشیار کیا اور جہالت کی اس نیند سے جگایا اور اُسے اس کے اصلی مقام اور مرتبہ سے آگاہی بخشی۔ قرآن کے ان لفظوں میں: وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا۔ (بنی اسرائیل، آیت: ۷۰) اور ہم نے آدمی کی اولاد کو عزت عطا کی ہے اور ہم ہی نے اسے خشکی اور دریا میں حمل و نقل کی سہولتیں دی ہیں اور ہم ہی نے اس کو نفیس چیزوں کا رزق عطا کیا ہے اور ہم ہی نے اسے اپنی بہت سی مخلوقات پر بڑی فضیلت دی ہے۔

اللہ کے اس فرمان سے اس بات کا صاف طور سے پتہ چلتا ہے کہ کائنات کے معاشرہ میں انسان کو کس قدر بلندی اور برتری اور کتنی فضیلت اور فوقیت حاصل ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔ اس کے ساتھ ہی قرآن حکیم میں زمین و آسمان کی بہت سی خاص چیزوں کا نام لے کر بتایا گیا ہے کہ اللہ نے ان سب چیزوں کو انسان ہی کی خدمت کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے انھیں مسخر یعنی تابع بنا دیا ہے۔ جیسے سورج، چاند، ستارے، پہاڑ، درخت، چوپائے، دریا، کشتیاں پھر یہ بھی فرما دیا کہ جو کچھ بھی زمین میں پایا جاتا ہے وہ سب کا سب انسان کے لئے مسخر کر دیا گیا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر سورۂ لقمان آیت ۲۰ میں یہاں تک بتا دیا گیا: "اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔ کیا تم لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے ہی کام میں لگا رکھا ہے اُن سب چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی تمام نعمتیں پوری کر دی ہیں۔

کوئی اور نہیں یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے دنیا کو انسان کے صحیح تصور، اصلی مرتبہ اور حقیقی مقام و منزل سے آگاہ کیا اور اُس میں یہ حوصلہ اور جرأت پیدا کی کہ وہ کائنات کی بڑی اور چھوٹی چیزوں کو سجدہ کرنے کے بجائے اُن پر حکومت کرے اور اُن سے اپنی جائز ضروریات کو پورا کرے اور ساتھ ہی ان کی پیدائش کے چھپے ہوئے بھید معلوم کرے۔ وہ زمین کے جگر کو چیر ڈالے،

پہاڑوں کی چٹانوں کو پھاڑ ڈالے، فضاؤں کے چپہ چپہ پر پرواز کرے، سمندروں کی تہہ میں اتر جائے اور سیاروں پر پہنچ کر ان کے اندر اللہ کی نشانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ غرض انسان کائنات کی کسی چیز کی بھی غلامی کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ اس کی پیدائش میں بلندی، برتری اور سرداری رکھی گئی ہے۔ اُس کو زمین وآسمان کی وسعتوں پر بھرپور اقتدار ملا ہے، اُسے قوت وطاقت کے نہ ختم ہونے والے خزانے عطا کئے گئے ہیں اور اللہ کی طرف سے اُس کو رزق کے ایسے ذخیرے دیئے گئے ہیں جن میں اس کی زندگی کی بقا اور خوشحالی کے راز چھپے ہوئے ہیں۔ یہ رزق صرف وہی نہیں ہے جسے کھا لیا جائے بلکہ اس سے مراد ہر وہ ضرورت ہے جس پر انسان کی ترقی اور زندگی موقوف ہے۔ یہ وہ رزق ہے جو اس ''طائر لاہوتی'' کی پرواز کو کوتاہ نہیں بناتا بلکہ اس کے لئے کائنات کی وسعتوں کو مسخر کر دیتا ہے۔ کائنات کی ساری بلندیاں انسان کو اسی رزق سے ملتی ہیں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے جسے چھوڑ نا موت ہے اور جس کا حاصل کر لینا ابدی زندگی ہے ؎

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

اللہ نے انسان ہی کی پیدائش پر قرآن حکیم میں اپنے بہترین خالق ہونے کا ان لفظوں میں ذکر فرمایا ہے: فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ۔ (المومنون، آیت: ۱۴) اللہ کی ذات بڑی برکت والی ہے جو تمام خلق کرنے والوں سے بہتر ہے۔ پھر سورۂ والتین میں انسان کامل ہی کی پیدائش کو ''احسنِ تقویم'' یعنی بہترین انداز کی پیدائش کا خطاب عطا ہوا۔ اس طرح اسلام نے انسان کامل کا جو تصور دیا ہے وہ یہ ہے کہ کائنات کے پورے معاشرے میں اُس سے بہتر کوئی نہیں ہے، وہ کائنات کا خادم نہیں بلکہ کائنات خود اس کی خدمت گذار ہے، وہ اس کا حاکم ہے، اس کا سردار ہے اور زمین میں اللہ کا نائب ہے، لیکن اسی کے ساتھ اسلام نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ انسان کو اس کا اصلی مقام صرف اُسی وقت مل سکتا ہے جب وہ اللہ کے دیئے ہوئے وسیلوں اور قوتوں کو صحیح طریقہ پر استعمال بھی کرے اور اپنے مقام اور مرتبہ کو حاصل کرنے کی کوشش بھی کرے۔ اُس کے پاس وسیلے ہیں، قوت وطاقت ہے تو اس کے گرد مشکلات کا ایک زبردست طوفان بھی ہے۔ مگر صحیح معنی میں انسان وہی ہے جو مشکلات کو کچل کر اپنی منزل کا راستہ تلاش کر لے اور اُن میں سے کوئی چیز بھی اس کے لئے رکاوٹ نہ بن سکے۔ سورۂ بلد آیت: ۴ میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یہ فرما کر: لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡ کَبَدٍ۔ ہم نے انسان کو بڑی مشقت کے لئے پیدا کیا ہے اور ساتھ ہی سورۂ النجم آیت ۳۹ میں یہ بھی فرما دیا گیا: وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ انسان کو صرف وہی ملے گا جس کی وہ سعی و کوشش کرے گا۔ غرض اسلام نے انسان کی عظمت وبلندی بتانے کے ساتھ ہی یہ بات بھی بتا دی ہے کہ اُسے یہ بلندی صرف اسی وقت مل سکتی ہے جب وہ سعی وکوشش کرے، ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا نہ رہے بلکہ اُن طاقتوں اور صلاحیتوں اور وسیلوں کو کام میں لائے جو اللہ نے اُسے عطا کئے ہیں۔

اسلام کی اصطلاح میں حقیقی انسان اصلی مومن ہوتا ہے اور حقیقی مومن انسان ہوتا ہے۔ اصلی مومن یا حقیقی انسان کبھی سعی سے غفلت نہیں کرتا اور کبھی اس کو مصائب ومشکلات کے طوفان مایوس نہیں بناتے۔ وہ اپنے عمل سے اپنی تقدیر بناتا ہے اور اپنی سعی وکوشش سے اپنی قسمت سنوارتا ہے۔ وہ عزم واستقلال کا مجسمہ ہوا کرتا ہے۔ آنحضرتؐ اپنے اصحاب کرامؓ سے فرمایا کرتے تھے ''تم سے پہلے جو لوگ گذر گئے ہیں انھیں آرہ سے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا جاتا تھا، اُن کے بدن پر لوہے کی کنگھیاں چلائی جاتی تھیں جس کی وجہ سے ان کی کھال ان کے گوشت سے الگ ہو جاتی تھی مگر یہ کڑی آزمائشیں بھی انھیں دین حق سے جدا نہ کر سکیں۔''

یہی صبر یہی عزم واستقلال اور یہی سعی وعمل دوسرے لفظوں میں ایمان ہے جس کے بغیر بلندی نہیں مل سکتی اور اسی کی طرف قرآن حکیم نے یہ کہہ کر اشارہ کیا ہے: وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ (آل عمران، آیت: ۱۳۹) اگر تم میں سچا ایمان

ہے تو تم ہی سب سے بلند اور سب پر غالب رہو گے۔

سرور کائناتؐ کے ایک صحابی کے فرزند کا انتقال ہو گیا تھا اُس کے غم میں انھوں نے اپنا سارا کاروبار ترک کر دیا اور اپنے گھر کے ایک حصہ میں دن رات عبادت کرنے لگے۔ حضور انورؐ کو اس کا علم ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ تبارَکَ وَتَعَالٰی لَمْ یَکْتُبْ عَلَیْنَا الرَّھْبَانِیَّۃَ اِنَّمَا رَھْبَانِیَّۃُ اُمَّتِیْ الْجِھَادُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہ۔ اللہ نے ہمیں دنیا کو بالکل چھوڑ دینے کا حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ میری امت کے لئے رہبانیت یعنی ترک دنیا اللہ کی راہ میں زبردستی کوشش وسعی کا نام ہے۔ مطلب یہی ہوا کہ اسلام کے نزدیک انسان کو اس کا صحیح مقام اور مرتبہ صرف اُسی وقت مل سکتا ہے جب وہ اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرے۔



بقیہ۔۔۔خلافت یزید کے متعلق آزاد رائیں

باوجود تاریخ میں بہت حد تک گمنام ہونے کے زیاد سے زیادہ سیاست داں اور مزاج حکومت کا لحاظ رکھنے والا تھا کہ زیاد نے ہمت کر کے معاویہ سے جو کچھ ''حق گوئی'' کے طور پر کہنا چاہا اسے بھی اس نے روک دیا۔ ہاں چونکہ زیاد نے نمائشی تقدس کا اظہار کرتے ہوئے آخرت کا ذکر بھی کر دیا تھا اس لئے اس نے بخیال خود ایسی تدبیر نکالی کہ یزید اور معاویہ دونوں خوش بھی رہیں اور فریضۂ دینی کی تکمیل بھی ہو جائے۔

مگر اس کے لئے اس نے جو صورت اختیار کی وہ کیا فریضہ سے سبک دوشی کے لئے کافی تھی؟ کیا عبید اور خود زیاد دونوں کو نہیں معلوم تھا کہ صرف وقت کے سیاسی اندیشوں کی بنا پر یزید نے اپنے میں جو تبدیلی کی ہو وہ دیر پا نہیں ہو سکتی؟ کیا ابتدائے عمر سے پڑی ہوئی عادتیں واقعی ترک ہو جاتیں، جب کہ شاہزادۂ نامدار بلکہ خود اعلیٰ حضرت کو آخرت کی باز پرس اور دین کے فرائض کا احساس خود ان کے علم میں قطعاً نہیں تھا تو فقط مسلمانوں کی زبان بندی کے لئے جو شاید کچھ تغیر کیا گیا ہو اس میں اصلیت ہی کیا ہو سکتی تھی؟

یہ سب باتیں کیا زیاد اور عبید نہیں سمجھ سکتے تھے؟ ظاہر ہے کہ وہ اتنے بھولے نہ تھے۔ خوب سمجھتے تھے مگر انھیں تو مسلمانوں کو بے وقوف بنانا تھا جو ان کی سیاست دانی کا تقاضا تھا اور خود اپنے کو بھی بے وقوف بنانا تھا تا کہ ان کی دینداری پر بظاہر کوئی حرف نہ آئے مگر اس سب سے کیا وہ خدا کو بھی معاذ اللہ بے وقوف بنا سکتے تھے؟ ''لاحول ولا قوۃ یخادعون اللّٰہ والذین آمنو وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون'' ✿✿✿

اشاعت اوّل: سرفراز محرم نمبر ۲۷؍۱۳۷۲ھ (۱۹۵۳ء) —اشاعت دوم: امامیہ مشن لکھنؤ (سلسلہ نمبر ۳۸۰) محرم ۱۳۸۳ھ (۱۹۶۳ء)

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر جملہ مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع کی روح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم: نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر

حسین آباد، لکھنؤ

علم پھیلاؤ —— بڑھاؤ

کتابیں دیمک کے لئے نہیں پڑھنے کے لئے ہیں

جن حضرات کے پاس پرانی کتابیں یا مرثیے، نوحوں، سلاموں اور رباعیات کی بیاضیں ہوں اور ان کے استعمال میں نہ ہوں تو اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کے لئے انھیں ''نور ہدایت فاؤنڈیشن'' امامباڑہ غفران مآبؒ، چوک، لکھنؤ۔ ۳ پہنچا کر خود بھی ثواب حاصل کریں۔ فاؤنڈیشن میں ان کی حفاظت ہوگی اور ضرورتاً شائع بھی کیا جائے گا جس سے پڑھنے والے فائدہ اٹھائیں گے۔

فون: 0522-2252230 موبائل: 09335276180